بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء

تبیان القرآن

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی-۳۸

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ)

۳۸- اردو بازار لاہور

ذکر کیا' پھر حافظ ابن کثیر سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر اس کی سند حضرت ابن عباس تک صحیح ہے تو پھر یہ اسرائیلیات سے ہے۔
(المقاصد الحسنہ ص ۷۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے اس اثر کا ذکر امام ابن جریر' امام ابن ابی حاتم' امام حاکم اور ان کی تصحیح کے ساتھ اور امام بیہقی کی "شعب الایمان" اور "کتاب الاسماء والصفات" کے حوالوں سے کیا ہے۔
(الدرالمنثور ج ۸ ص ۱۹۷' داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ)

علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

علامہ ابوالحیان اندلسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو موضوع قرار دیا ہے' لیکن میں کہتا ہوں کہ اس اثر کے صحیح ہونے میں کوئی عقلی اور شرعی مانع نہیں ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ہر زمین میں ایک مخلوق ہے جس کی ایک اصل ہے جیسے ہماری زمین میں ہماری ایک اصل ہے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ہر زمین میں ایسے افراد بھی ہیں جو دوسروں سے ممتاز ہیں' جیسے ہماری زمین میں حضرت نوح اور حضرت ابراہیم وغیرہ ہیں۔ (روح المعانی جز ۲۸ ص ۲۱۱' دارالفکر' بیروت ۱۴۱۷ھ)

مولانا عبدالحئی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ لکھتے ہیں:

ابناء الزمان نے اس حدیث کو قبول کرنے میں بہت مبالغہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی مجروح ہیں اور ملعون ہیں' پھر انہوں نے اس کی تقویت کے لیے امام ابن جریر' امام ابن ابی حاتم' امام حاکم' امام بیہقی اور دوسرے علماء کے نام لیے ہیں جن کا ہم تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ (زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس ص ۵' مجموعۃ الرسائل لکھنوی ج ۱ ص ۳۹۷' ادارۃ القرآن' کراچی ۱۴۱۹ھ)

یہاں تک ہم نے مستند ائمہ اور علماء کی عبارات سے یہ واضح کیا ہے کہ حضرت ابن عباس کے اس اثر کے صحیح ہونے میں کافی اختلاف ہے' سند کے علاوہ اس اثر کے متن پر بھی اشکال ہے اور وہ یہ ہے:

اثر ابن عباس پر اشکال

حضرت ابن عباس کے اس اثر پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ اگر ہر زمین میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور خاتم النبیین ہوں اور اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہیں تو آپ خاتم النبیین نہ رہے کیونکہ آپ کے بعد ان زمینوں میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور اگر ان زمینوں میں آپ سے پہلے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں تو پھر وہ خاتم النبیین نہ رہے کیونکہ ان کے بعد آپ کی نبوت ہے اور جب وہ خاتم النبیین نہیں ہیں تو پھر آپ کی مثل نہ ہوئے' حالانکہ اس اثر میں یہ ہے کہ ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل نبی ہے۔

اشکال مذکور کا جواب مولانا قصوری سے

مولانا غلام دستگیر قصوری نے اس اشکال کے جواب میں لکھا ہے کہ ہر ایک کی خاتمیت اضافی ہے' یعنی ان زمینوں میں جو نبی ہیں ان کی خاتمیت ان زمینوں کے اعتبار سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اس زمین میں مبعوث ہونے والے انبیاء کے اعتبار سے ہے۔

مولانا قصوری کا یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اضافی نہیں ہے بلکہ استغراقی ہے اور آپ کی خاتمیت قرآن مجید سے ثابت ہے اور قطعی اور یقینی ہے جبکہ اس اثر کی صحت ظنی ہے۔ اس ظنی اثر کی وجہ سے قرآن مجید میں النبیین کے عموم اور استغراق کو کم کرنا صحیح نہیں ہے۔

روئیداد تاریخی مناظرہ بہاولپور

مابین

علماء اہل سنت و علماء دیوبند

تقدیس الوکیل

عن

توہین الرشید والخلیل

مولفہ و مرتبہ

حضرت مولانا ابو عبدالرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی نقشبندی قصوری نوراللہ مرقدہ

نوری کتب خانہ

نزد جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور

ذکر کیا' پھر حافظ ابن کثیر سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر اس کی سند حضرت ابن عباس تک صحیح ہے تو پھر یہ اسرائیلیات سے ہے۔
(المقاصد الحسنہ ص ۷۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے اس اثر کا ذکر امام ابن جریر' امام ابن ابی حاتم' امام حاکم اور ان کی تصحیح کے ساتھ اور امام بیہقی کی ''شعب الایمان'' اور ''کتاب الاسماء والصفات'' کے حوالوں سے کیا ہے۔
(الدر المنثور ج ۸ ص ۱۹۷' دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ)

علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

علامہ ابوالحیان اندلسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو موضوع قرار دیا ہے' لیکن میں کہتا ہوں کہ اس اثر کے صحیح ہونے میں کوئی عقلی اور شرعی مانع نہیں ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ہر زمین میں ایک مخلوق ہے جس کی ایک اصل ہے جیسے ہماری زمین میں ہماری ایک اصل ہے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ہر زمین میں ایسے افراد بھی ہیں جو دوسروں سے ممتاز ہیں' جیسے ہماری زمین میں حضرت نوح اور حضرت ابراہیم وغیرہ ہیں۔ (روح المعانی جز ۲۸ ص ۲۱۱' دار الفکر' بیروت ۱۴۱۷ھ)

مولانا عبدالحئی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ لکھتے ہیں:

ابناء الزمان نے اس حدیث کو قبول کرنے میں بہت مبالغہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی مجروح ہیں اور ملعون ہیں' پھر انہوں نے اس کی تقویت کے لیے امام ابن جریر' امام ابن ابی حاتم' امام حاکم' امام بیہقی اور دوسرے علماء کے نام لیے ہیں جن کا ہم تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ (زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس ص ۵' مجموعۃ الرسائل لکھنوی ج ۱ ص ۳۹۷' ادارۃ القرآن' کراچی ۱۴۱۹ھ)

یہاں تک ہم نے مستند ائمہ اور علماء کی عبارات سے یہ واضح کیا ہے کہ حضرت ابن عباس کے اس اثر کے صحیح ہونے میں کافی اختلاف ہے' سند کے علاوہ اس اثر کے متن پر بھی اشکال ہے اور وہ یہ ہے:

اثر ابن عباس پر اشکال

حضرت ابن عباس کے اس اثر پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ اگر ہر زمین میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور خاتم النبیین ہوں اور اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہیں تو آپ خاتم النبیین نہ رہے کیونکہ آپ کے بعد ان زمینوں میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور اگر ان زمینوں میں آپ سے پہلے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں تو پھر وہ خاتم النبیین نہ رہے کیونکہ ان کے بعد آپ کی نبوت ہے اور جب وہ خاتم النبیین نہیں ہیں تو پھر آپ کی مثل نہ ہوئے' حالانکہ اس اثر میں یہ ہے کہ ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل نبی ہے۔

اشکال مذکور کا جواب مولانا قصوری سے

مولانا غلام دستگیر قصوری نے اس اشکال کے جواب میں لکھا ہے کہ ہر ایک کی خاتمیت اضافی ہے' یعنی ان زمینوں میں جو نبی ہیں ان کی خاتمیت ان زمینوں کے اعتبار سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اس زمین میں مبعوث ہونے والے انبیاء کے اعتبار سے ہے۔

مولانا قصوری کا یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اضافی نہیں ہے بلکہ استغراقی ہے اور آپ کی خاتمیت قرآن مجید سے ثابت ہے اور قطعی اور یقینی ہے جبکہ اس اثر کی صحت ظنی ہے۔ اس ظنی اثر کی وجہ سے قرآن مجید میں النبیین کے عموم اور استغراق کو کم کرنا صحیح نہیں ہے۔

اُستاد تھے، اب اِن مخالفین حق سے جو وہ مخالف ہوئے اور اُن کے مرشد رشید احمد پر گرفت کرنے لگے تو سخن حق کی تلخی سے اُن کے اخبار کا حوالہ ناپسند آیا حالانکہ اس عربی اخبار کے پڑھنے والے یقین کرتے ہیں، کہ وہ اخبار مسائل شرعیہ کی تحقیق میں عجیب تر چیز ہے۔

اب فقیر متعلق اس مسئلہ کے اُن کی کلام نقل کرتا ہے، تاکہ ناظرین اس کا رتبہ معلوم کریں۔

مولٰنا فیض الحسن سہارنپوری کی دیوبندی اعتقاد پر گرفت

ساتویں سال کی پہلی اخبار "شفاء الصدور" میں کہتے ہیں کہ:۔

ابتدا، اور وسط اور انتہا حقیقی بھی ہوتا ہے اور عرفی بھی خواہ کم متصل یا منفصل میں متحقق ہو اُن کے عرفی اور اضافی کا تعدد محال نہیں مگر حقیقی کا تعدد کم معین کی طرف نسبت کرنے سے سطح ہو خواہ خط ہو خواہ جسم ممتنع ہے، اس لئے کہ شارح تہذیب نے کہا ہے کہ بسم اللہ میں ابتدا حقیقی پر محمول ہے، اور حمد کی حدیث میں

اصل عبارت شفاء الصدور۔ ان کلا من الابتداء والوسط والانتہاء یکون حقیقیاً وعرفیاً سواء تحقق فی الکم المتصل اوالکم المنفصل والعرفی و الاضافی منہا لا استحالۃ فی تعددہ واما الحقیقی منہا فیمتنع تعددہ بالاضافۃ الی کم معین سطحاً کان او خطاً اوجسماً ولذلک قال شارح التہذیب الابتداء فی التسمیۃ محمول علی الحقیقی وفی حدیث التحمید




دیوبندیت کے بطلان کا انک...

only admins can send messages




علمائے حرمین شریفین کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل چھ خاتم النبیین اور بھی بالفعل موجود ہیں کیونکہ انہوں نے اس کتاب کی تائید فرمائی ہے جیسے حسام الحرمین کا مسئلہ ہے

لگائیں فتوی ان سب پر اور ان کو بھی اسلام سے فارغ کریں

(۹) حضرت مولانا عبدالسبحان، مدرس دوم مدرسہ ہندیہ، مکہ مکرمہ۔
(۱۰) حضرت مولانا حافظ عبد اللہ سندھی متعلوی متاری، شاگرد و مرید شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحق الہ آبادی، مکہ مکرمہ۔
(۱۱) حضرت مولانا امام الدین احمد، شاگرد و مرید شیخ الدلائل حضرت مولانا محمد عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی۔
(۱۲) شیخ الدلائل حضرت مولانا حافظ محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی، مکہ مکرمہ۔
(۱۳) شیخ المشائخ حضرت مولانا حاجی محمد امداداللہ فاروقی چشتی، تھانوی، مہاجر مکی۔
(۱۴) شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد انوار اللہ فاروقی حیدر آبادی۔
(۱۵) حضرت مولانا نور الدین، مکہ مکرمہ۔
(۱۶) حضرت مولانا سید حمزہ، مرید حاجی امداداللہ مہاجر مکی۔
(۱۷) حضرت مولانا محمد سعید، مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔
(۱۸) حضرت مولانا سید اعظم حسین، مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔
(۱۹) حضرت مولانا عصمت علی، مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔

اب ذیل میں ہم ان میں سے بعض علمائے کرام و مشائخِ طریقت کے حالات پر کچھ روشنی ڈالتے ہیں

(۱) پایۂ حرمین شریفین حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی

(م ۱۳۰۸ھ):

آپ کا نسبی تعلق قصبہ کیرانہ ضلع مظفرنگر (یو۔پی۔) کے معروف عثمانی خانوادے سے ہے، والد کا نام خلیل الرحمٰن بن نجیب اللہ تھا۔ کیرانہ ہی میں جمادی الاولیٰ ۱۲۳۳ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے بزرگوں سے حاصل کی۔ پھر دہلی گئے جہاں ان کے والد مہاراجہ ہندوراؤ بہادر کے میرمنشی تھے۔ وہیں مولانا محمد حیات پنجابی اور مولانا عبدالرحمٰن

(۹) حضرت مولانا عبد السبحان، مدرس دوم مدرسہ ہندیہ، مکہ مکرمہ۔

(۱۰) حضرت مولانا حافظ عبد اللہ سندھی متعلوی متاری، شاگرد و مرید شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ محمد عبد الحق الہ آبادی، مکہ مکرمہ۔

(۱۱) حضرت مولانا امام الدین احمد، شاگرد و مرید شیخ الدلائل حضرت مولانا محمد عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی۔

(۱۲) شیخ الدلائل حضرت مولانا حافظ محمد عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی، مکہ مکرمہ۔

(۱۳) شیخ المشائخ حضرت مولانا حاجی محمد امداد اللہ فاروقی چشتی، تھانوی، مہاجر مکی۔

(۱۴) شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد انوار اللہ فاروقی حیدر آبادی۔

(۱۵) حضرت مولانا نور الدین، مکہ مکرمہ۔

(۱۶) حضرت مولانا سید حمزہ، مرید حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔

(۱۷) حضرت مولانا محمد سعید، مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔

(۱۸) حضرت مولانا سید اعظم حسین، مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔

(۱۹) حضرت مولانا عصمت علی، مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔

اب ذیل میں ہم ان میں سے بعض علمائے کرام و مشائخِ طریقت کے حالات پر کچھ روشنی ڈالتے ہیں

(۱) پایۂ حرمین شریفین حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی

(م۱۳۰۸ھ):

آپ کا نسبی تعلق قصبہ کیرانہ ضلع مظفرنگر (یو. پی.) کے معروف عثمانی خانوادے سے ہے ، والد کا نام خلیل الرحمٰن بن نجیب اللہ تھا۔ کیرانہ ہی میں جمادی الاولیٰ ۱۲۳۳ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے بزرگوں سے حاصل کی۔ پھر دہلی گئے جہاں ان کے والد مہاراجہ ہندو راؤ بہادر کے میر منشی تھے۔ وہیں مولانا محمد حیات پنجابی اور مولانا عبد الرحمٰن

فتاوی افریقہ

اعلیٰ حضرت
مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی

نذیر سنز پبلشرز
۴۰۔ اے اردو بازار ○ لاہور

فی الاسلام سنۃ حسنۃ وعبارت ائمہ سے گذرا۔ والحمد ﷲ رب العالمین۔ تعظیم حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدار ایمان ہے اس کا منکر قطعاً کافر مگر یہ نفس تعظیم میں ہے۔ افعال تعظیم میں جس کا ثبوت ضروریات دین سے ہے جیسے درود وسلام اس کا منکر مرتد کافر یا جس کا ثبوت قطعی ہو اگرچہ بدیہی نہ ہو آئمہ حنفیہ اسے بھی کافر کہیں گے، بغیر اس کے تکفیر کی گنجائش نہیں، خصوصاً ایک فو پید ابات جس میں منکر کو شبہ بدعت یہ اس کے لئے ہے جس کا انکار بر بنائے وہابیت نہ ہو ورنہ وہابیہ پر خود ہی صدہا وجہ سے کفر لازم، اور ان کے انکار کا منشا بھی وہی ہوتا ہے کہ ان کے سینے توہین سے پر اور تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے دلوں پر شاق قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸۰) حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس و انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث کامل و نائب تام ہیں آئینہ ذات ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات ونعوت جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تجلی فرما ہے من رانی فقد رای الحق تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے اور تعظیم سرکار رسالت عین تعظیم حضرت عزت ہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ ثم علیہ وسلم اور یہ مثل صلاۃ بالاستقلال ان تعظیموں میں نہیں جن کو شرع مطہر نے شان نبوت سے خاص فرما دیا ہو تو وہی آیات واحادیث وارشادات آئمہ قدیم وحدیث اس کے جواز میں بھی کافی کفانا الکافی فی الدارین ÷ وصلی وسلم علی سید الکونین ÷ والہ وصحبہ وغوث الثقلین ÷ وحزبہ وامتہ کل حین واین ÷ عدد کل اثر وعین ÷ والحمد ﷲ رب الثنائین ÷ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم ÷ وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم +

سوالات بار دیگر

سوال ۸۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم ÷ الحمد ﷲ رب

دیکھیے فتاوی افریقہ
مصنف مولانا احمد رضا خان بریلوی
صفحہ نمبر 108
اب بریلویوں کو چاہیے کہ اس فتوے کو اگر وہ مانتے ہیں تو مولانا احمد رضا خان بریلوی پر بھی فتوی لگا دیں تاکہ مناظرہ ہی ختم ہو جائے
کیونکہ وہ جمعیت صفات رسالت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے اندر بھی مانتے ہیں

پنجتن پاک کہنے کا ثبوت

مُفسّر تشہیر مدکّ التحریر

مناظر اسلام رئیس الفقہا حضرت علّامہ مولانا مفتی

فیضَ احمد اویسی مدظلہ العالی

اویسی پبلشرز کھارادر کراچی

فادخله ثمه جاء الحسين فادخله ثمه جاء ت فاطمة فادخله ثمه جاء علی فادخله ثمه قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا وهو مشهور من روایة ام سلمة من روائة احمد و ترمذی (منہاج السنۃ جلد چہارم صہ ۲۰ ج ۴)

ترجمہ:۔ بے شک یہ حدیث فی الجملہ صحیح ہے اور بے شک یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جناب علی و فاطمہ اور حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کے لئے فرمایا کہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔ الہی تو ان کو ارجاس سے خوب اچھی طرح پاک کردے اور یہ روایت مسلم شریف میں ہے جسے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے۔ کہا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ بالوں کا کمبل اوڑھے ہوئے نکلے تو حضرت حسن بن علی آئے اور اس کمبل میں داخل ہو گئے پھر حسین آئے تو وہ بھی اس کمبل میں داخل ہو گئے پھر جناب فاطمہ الزہرا تشریف لائیں تو آپ بھی کملی میں داخل ہو گئیں اور پھر حضرت علی تشریف لائے تو وہ بھی اس کمبل میں داخل ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "انما یرید اللہ" آیت کے آخر تک فرمایا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت مشہور ہے جسے امام احمد بن حنبل اور ترمذی نے بیان کیا۔

فائدہ:۔ ہمارے دور کے خوارج و نواصب ابن تیمیہ کی عبارت کو غور سے پڑھیں کہ وہ کیسے ان حضرات سیدنا علی و سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین (رضی اللہ عنہم) کو کیسے واضح طور آیہ تطہیر میں داخل کر رہی ہے۔

(۲) ابن تیمیہ کا بازوئے مذہب اور نواصب و خوارج کا مقتدر حافظ ابن کثیر نے بھی یہی لکھا ہے۔

وقدور وعن عائشة و ام سلمة امی المومنین ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم استمل علی الحسن والحسین وامها وابیها فقال اللهم هولاء اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا ۔

Mufti mujahid Ahmad

فادخله ثمه جاء الحسين فادخله ثمه جاء ت فاطمة فادخله ثمه جاء علی فادخله ثمه قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا وهو مشهور من روایة ام سلمة من روائة احمد و ترمذی (منہاج السنہ جلد چہارم ص ۲۰ ج ۴)

ترجمہ:۔ بے شک یہ حدیث فی الجملہ صحیح ہے اور بے شک یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جناب علی و فاطمہ اور حسن و حسین (رضی اللہ عنہم) کے لئے فرمایا کہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔ الہی تو ان کو ارجاس سے خوب اچھی طرح پاک کر دے اور یہ روایت مسلم شریف میں ہے جسے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے۔ کہا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ بالوں کا کمبل اوڑھے ہوئے نکلے تو حضرت حسن بن علی آئے اور اس کمبل میں داخل ہو گئے پھر حسین آئے تو وہ بھی اس کمبل میں داخل ہو گئے پھر جناب فاطمہ۔الزہرا تشریف لائیں تو آپ بھی کمل میں داخل ہو گئیں اور پھر حضرت علی تشریف لائے تو وہ بھی اس کمبل میں داخل ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "انما یرید اللہ" آیت کے آخر تک فرمایا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت مشہور ہے جسے امام احمد بن حنبل اور ترمذی نے بیان کیا۔

فائدہ:۔ ہمارے دور کے خوارج و نواصب ابن تیمیہ کی عبارت کو غور سے پڑھیں کہ وہ کیسے ان حضرات سیدنا علی و سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین (رضی اللہ عنہم) کو کیسے واضح طور آیہ تطہیر میں داخل کر رہی ہے۔
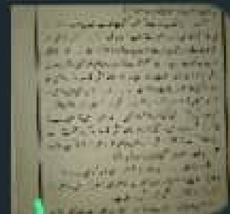
(۲) ابن تیمیہ کا بازوئے مذہب اور نواصب و خوارج کا معتقد رحافظ ابن کثیر نے بھی یہی لکھا ہے۔

وقدورد وعن عائشة و ام سلمة امی المومنین ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اشتمل علی الحسن والحسین وامها وابیها فقال ... اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس ...

5:28 am


2

Mufti mujahid Ahmad
Photo



حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ناصبیوں اور خارجیوں کا سر غنہ ہے
پھر بھی اس کا حوالہ پیش کرتے ہوئے
شرم تم کو اتی نہیں مگر

فتاوٰی رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

جلد پنجم

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

پاکستان (۵۴۰۰۰)

طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ت) بااینہمہ عامۂ کتب سیر وتفاسیر اس کی اور اس کی امثال کی روایات سے مالامال ہیں علمائے دین ان امور میں انھیں بلانکیر نقل کرتے رہے ہیں، میزان میں ہے:

قال ابن عدی وقد حدث عن الکلبی سفیٰن وشعبة وجماعة ورضوہ فی التفسیر واما فی الحدیث فعندہ مناکیر۔[1]

ابن عدی نے کہا کہ کلبی سے سفیان، شعبہ اور ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے اور ان روایات کو پسند کیا ہے جس کا تعلق تفسیر کے ساتھ ہے اور حدیث سے متعلقہ روایات انکے نزدیک مناکیر ہیں۔ (ت)

امام ابن سید الناس سیرۃ عیون الاثر میں فرماتے ہیں:

غالب مایروی عن الکلبی انساب واخبار من احوال الناس وایام العرب وسیرھم وما یجری مجری ذلك مما سمح کثیر من الناس فی حملہ عمن لایحمل عنہ الاحکام وممن حکی عنہ الترخیص فی ذلك الامام احمد۔[2]

کلبی سے اکثر طور پر لوگوں کے انساب و احوال، عرب کے شب و روز اور ان کی سیرت یا اسی طرح کے دیگر معاملات مروی ہیں جو کثرت کے ساتھ ایسے لوگوں سے لے لیے جاتے ہیں جن سے احکام نہیں لیے جاتے اور جن لوگوں سے اس معاملہ میں اجازت منقول ہے وہ امام احمد ہیں۔ (ت)

ثالثاً (امام واقدی ہمارے علماء کے نزدیک ثقہ ہیں) امام واقدی کو جمہور اہل اثر نے چنیں وچناں کہا جس کی تفصیل میزان وغیرہ کتب فن میں مسطور، لاجرم تقریب میں کہا: متروك مع سعة علمہ[3] (علمی وسعت کے باوجود متروک ہے۔ ت) اگرچہ ہمارے علماء کے نزدیک اُن کی توثیق ہی راجح ہے کما افادہ الامام المحقق فی فتح القدیر[4] (جیسا کہ امام محقق نے فتح القدیر میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت) بااینہمہ یہ جرح شدید ماننے والے

---

[4] حیث قال فی باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء عن الواقدی قال کانت بئر بضاعة

جہاں انہوں نے "باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء" میں واقدی سے نقل کیا کہ بضاعة (باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] میزان الاعتدال نمبر ۷۵۷۴، ترجمہ محمد بن السائب الکلبی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۳/۵۵۸

[2] عیون الاثر ذکر الاجوبہ عما رمی بہ مطبوعہ دار الحضارۃ بیروت ۱/۲۴

[3] تقریب التہذیب ترجمہ محمد بن عمر بن واقد الاسلمی مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالا ص ۳۱۲-۱۳

[4] فتح القدیر باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۶۹

النُّكَت

عَلَى

مُقَدِّمَةِ ابْنِ الصَّلَاح

تأليف

الإمام بدر الدين أبي عبد الله محمد بن جمال الدين عبد الله بن بهادر
الزركشي الشافعي المتوفى سنة ٧٩٤هـ

تحقيق

الدكتور زين العابدين بن محمد بلا فريج
الأستاذ بقسم الكتاب والسنة جامعة أم القرى جامعة مكة المكرمة

الجزء الثاني

أضواء السلف

لَمْ يكنْ موضوعاً ، اللهمَّ إلا أن يريدَ بفقدِ ثقةِ الرَّاوي أنْ يكونَ كذّاباً . ومعَ هَذَا فلاَ يلزمُ مِنْ وُجودِ كذّابٍ في السندِ أنْ يكونَ الحديثُ موضوعاً ، إذ مطلقُ كذبِ الرَّاوي لا يـدلُّ عَلَى الوضعِ ، إلا أنْ يعترفَ بوضعِ هَذَا الحديثِ بعينِهِ، أو ما يقومُ مقامَ اعترافِهِ عَلَى مـا ستقفُ عَلَيْهِ . وكيفَ كَانَ الموضوعُ ، أي : في أيِّ معنى كانَ ، في الأحكامِ أو القصصِ ، أو الترغيبِ والترهيبِ ، وغيرِ ذَلِكَ . لَمْ يجيزوا لمنْ علمَ أنَّهُ موضوعٌ أنْ يذكرَهُ بروايةٍ ، أو احتجاجٍ، أو ترغيبٍ إلا معَ بيانِ أنَّهُ موضوعٌ ، بخلافِ غيرِهِ من الضعيفِ المحتملِ للصـدقِ، حَيْثُ جوَّزوا روايتَهُ في الترغيبِ والترهيبِ ، كَمَا سيأتي . قَالَ ابنُ الصَّلاحِ : ولقد أكـثرَ الَّذِي جمعَ في هَذَا العصرِ الموضوعاتِ في نَحْوِ مُجلَّدَيْنِ ، فأودَعَ فِيْهَا كثيراً مِنْهَا ، لا دليـلَ عَلَى وضعِهِ ، وإنَّما حقُّهُ أنْ يُذكرَ في مطلقِ الأحاديثِ الضعيفةِ [1] . وأرادَ ابنُ الصـلاحِ بالجامعِ المذكورِ، أبا الفَرَجِ بنَ الجَوْزِيِّ . وأشرتُ إِلَى ذلكَ بقولي : (عَنَى : أبا الفرجِ).

٢٢٨. وَالوَاضِعُوْنَ لِلحَدِيْثِ أَضْـرُبُ ... أَضَرُّهُـمْ قَـوْمٌ لِزُهْـدٍ نُسِـبُوا

٢٢٩. قَدْ وَضَعُوْهَا حِسْبَةً ، فَقُبِلَـتْ ... مِنْهُـمْ ، رُكُوْنَاً لَهُـمْ وَنُقِلَـتْ

٢٣٠. فَقَيَّـضَ اللهُ لَهَـا نُـقَّادَهَـا ... فَبَيَّنُـوا بِنَقْدِهِـمْ فَسَـادَهَـا

٢٣١. نَحْوَ أَبِي عِصْمَةَ إِذْ رَأَى الـوَرَى ... زَعْمَاً نَأوْا عَنِ القُرَانِ [2]، فَـافْتَرَى

٢٣٢. لَهُمْ حَدِيْثَاً فِي فَضَائِلِ السُّـوَرْ ... عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، فَبِئْسَمَا ابْتَكَـرْ

٢٣٣. كَذَا الحَدِيْثُ عَنْ أُبَيٍّ اعْـتَرَفْ ... رَاوِيْهِ بِالوَضْعِ ، وَبِئْسَـمَا اقْـتَرَفْ

٢٣٤. وَكُـلُّ مَنْ أَوْدَعَـهُ كِتَابَـهُ ... – كَالوَاحِدِيِّ – مُخْطِئٌ صَـوَابَهُ

الواضعونَ للحديثِ عَلَى أصنافٍ بحسبِ الأمرِ الحـاملِ لَـهُمْ عَلَـى الوضـعِ . فضربٌ من الزَّنادقةِ [3] يفعلونَ ذَلِكَ ؛ ليُضلوا بـه النـاسَ ، كعبـدِ الكـريمِ بـنِ أبي

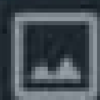
---

(١) علوم الحديث : ٨٩ – ٩٠ .

(٢) بلا همز ؛ لضرورة الوزن .

(٣) الزنادقة : جمع زنديق ، والزِّنديق : من الثَّنويَّة ، أو القائل بالنور والظلمة ، أو من لا يؤمن بـالآخرة وبالربوبية ، أو من يُبطنُ الكفر ويظهر الإيمان . انظر : اللسان (١٠ / ١٤٧) ، مادة : ((زنـدق)) ، وتاج العروس (٢٥ / ٤١٨) ، والموسوعة الفقهية (٢٤ / ٤٨) ، ومعجم متن اللغة (٣ / ٦٤) .

Mufti mujahid Ahmad

 Photo

مطلب کذب کی جرح مضر نہیں جب تک
جرح مفسر نہ ہو
خلاصہ

النُّكَت على مقدمة ابن الصلاح

تأليف

الإمام بدر الدين أبي عبد الله محمد بن جمال الدين عبد الله بن بهادر
الزركشي الشافعي المتوفى سنة ٧٩٤هـ

تحقيق

الدكتور زين العابدين بن محمد بلا فريج
الأستاذ بقسم الكتاب والسنة جامعة أم القرى جامعة مكة المكرمة

الجزء الثاني

أضواء السلف

الثاني: ما ذكره هنا فيه إيهام مخالفة لقوله[١] في قسم الضعيف: «إن ما عدم فيه جميع صفات الحديث الصحيح والحسن هو القسم الأخر الأرذل»[٢].

والصواب ما ذكره هنا، ويحمل ما ذكره ثم على أنه أراد ما لم يكن موضوعا، إلا أن يريد بذلك كون راويه كذابًا ومع ذلك لا يلزم من وجود كذاب في السند أن يكون الحديث موضوعًا[٣]، إذ مطلق كذب الراوي لا يقتضي وضع الحديث.

٢١٧ - (قوله)[٤]: [وإنما يعرف كون الحديث][٥]. موضوعًا بإقرار واضعه يعني كحديث نوح بن أبي مريم[٦] في فضائل (أ ١١٩) القرآن[*]. [انتهى][٧].

فيه أمران:

(١) في د: «في قوله».

(٢) انظر المقدمة: مبحث الضعيف: ١١٥.

(٣) وإنما يكون ذاك السند من طريق الكذاب موضوعًا، إذ الحكم على الحديث ليس هو الحكم على السند.

(*) المقدمة: ٢١٢.

(٤) سقط من النسختين، ولابد منه لاستقامة السياق.

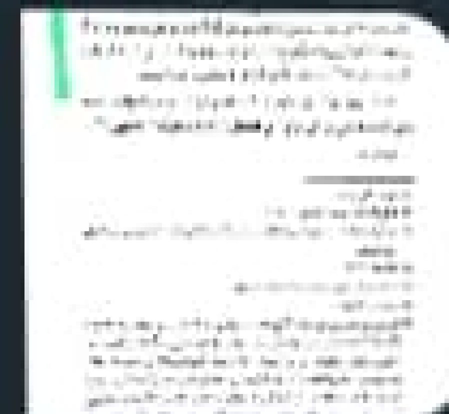
(٥) سقط من الأصل.

(٦) نوح بن أبي مريم يزيد بن عبد الله أبو عصمة المروزي، عالم أهل مرو، وهو نوح الجامع، لأنه أخذ الفقه عن أبي حنيفة وابن أبي ليلى، والحديث عن حجاج بن أرطاة، والتفسير عن الكلبي ومقاتل، والمغازي عن ابن إسحاق. قال أحمد: «لم يكن بذاك في الحديث». وقال مسلم وغيره: «متروك الحديث». وقال البخاري: «منكر الحديث». وقال الحاكم: «وضع أبو عصمة حديث فضائل القرآن الطويل». وقال ابن عدي: «عامة ما أوردت له لا يتابع عليه، وهو مع ضعفه يكتب حديثه». مات سنة ثلاث وسبعين ومائة. انظر: المجروحين ٣/ ٤٨، ميزان الاعتدال ٤/ ٢٧٩، تهذيب التهذيب ١٠/ ٤٨٦. وحديثه في فضائل القرآن عند ابن الجوزي في الموضوعات ١/ ٤٠، ٢٤١.

(٧) سقط من د.

Mufti mujahid Ahmad

Photo



راوی کے کذاب ہونے سے یہ بات لازم نہیں اتی کہ وہ حدیث بھی جھوٹی ہو

روح المعاني

في

تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتي بغداد العلامة أبي الفضل
شهاب الدين السيد محمود الالوسي البغدادي
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صيب الرحمة وأفاض عليه سجال
الاحسان والنعمة آمين



الجزء الثامن والعشرون

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية باذن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكري الألوسي البغدادي ﴾

إدارة الطباعة المنيرية
دار
إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

مصر : درب الاتراك رقم ١

وفي الكشف إذا أريد بالذكر القرآن وبالرسول جبريل عليه السلام يكون البدل بدل اشتمال ، وإذا أريد بالذكر الشرف وغيره يكون من بدل الكل فتدبر •

وقرئ رسول على إضمار هو ، وقوله تعالى : ﴿ يَتْلُواْ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ مُبَيِّنَٰتٍ ﴾ نعت ـ لرسولا ـ وهو الظاهر ، وقيل : حال من اسم (الله) تعالى ، ونسبة التلاوة إليه سبحانه مجازية كبنى الامير المدينة ، و (آيات الله) القرآن ، وفيه إقامة الظاهر مقام المضمر على أحد الأوجه ، و (مبينات) حال منها أي حال كونها مبينات لكم ما تحتاجون إليه من الاحكام ، وقرئ (مبينات) أي بينها الله تعالى كقوله سبحانه : (قد بينا لكم الآيات) واللام في قوله تعالى : ﴿ لِّيُخْرِجَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ مِنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ ﴾ متعلق ـ بأنزل ـ أو ـ يتلو ـ وفاعل يخرج على الثاني ضمير الرسول عليه الصلاة والسلام أو ضميره عز وجل ، والمراد بالموصول المؤمنون بعد إنزال الذكر وقبل نزول هذه الآية ؛ أو من علم سبحانه وقدر أنه سيؤمن أي ليحصل لهم الرسول أو الله عز وجل ما هم عليه الآن من الايمان والعمل الصالح ، أو ليخرج من علم وقدر أنه يؤمن من أنواع الضلالات إلى الهدى ، فالمضى إما بالنظر لنزول هذه الآية أو باعتبار علمه تعالى وتقديره سبحانه الأزلى •

﴿ وَمَن يُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ وَيَعْمَلْ صَٰلِحًا ﴾ حسبما بين في تضاعيف ما أنزل من الآيات المبينات •

﴿ يُدْخِلْهُ جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ ﴾ وقرأ نافع . وابن عامر ـ ندخله ـ بنون العظمة وقوله تعالى: ﴿ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ﴾ حال من مفعول (يدخله) والجمع باعتبار معنى من كما أن الافراد في الضمائر الثلاثة باعتبار لفظها ، وقوله تعالى : ﴿ قَدْ أَحْسَنَ ٱللَّهُ لَهُۥ رِزْقًا ١١ ﴾ حال أخرى منه أو من الضمير في (خالدين) بطريق التداخل ، وإفراد ضمير (له) باعتبار اللفظ أيضاً ، وفيه معنى التعجيب والتعظيم لما رزقه الله تعالى المؤمنين من الثواب وإلا لم يكن في الاخبار بما ذكر ههنا كثير فائدة كما لا يخفى •

واستدل أكثر النحويين بهذه الآية على جواز مراعاة اللفظ أولا . ثم مراعات المعنى . ثم مراعات اللفظ . وزعم بعضهم أن مافيها ليس كما ذكر لأن الضمير في (خالدين) ليس عائداً على من كالضمائر قبل ، وإنما هو عائد على مفعول ـ يدخل ـ و (خالدين) حال منه ، والعامل فيها ـ يدخل ـ لافعل الشرط وهو كما ترى ﴿ ٱللَّهُ ٱلَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَٰوَٰتٍ ﴾ مبتدأ وخبر ﴿ وَمِنَ ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ﴾ أي وخلق من الأرض مثلهن على أن (مثلهن) مفعول لفعل محذوف . والجملة عطف على الجملة قبلها ، وقيل : (مثلهن) عطف على سبع سموات ، وإليه ذهب الزمخشري ، وفيه الفصل بالجار والمجرور بين حرف العطف والمعطوف وهو مختص بالضرورة عند أبي علي الفارسي ، وقرأ المفضل عن عاصم . وعصمة عن أبي بكر (مثلهن) بالرفع على الابتداء (ومن الأرض) الخبر •

والمثلية تصدق بالاشتراك في بعض الأوصاف فقال الجمهور : هي ههنا في كونها سبعاً وكونها طباقاً بعضها فوق بعض بين كل أرض وأرض مسافة كما بين السماء والأرض وفي كل أرض سكان من خلق الله عز وجل لا يعلم حقيقتهم إلا الله تعالى ، وعن ابن عباس أنهم إما ملائكة . أو جن ، وأخرج ابن جرير . وابن أبي حاتم . والحاكم وصححه . والبيهقي ـ في شعب الايمان . وفي الأسماء والصفات ـ من طريق أبي الضحى

عنه أنه قال فى الآية : سبع أرضين فى كل أرض نبي كنبيكم وآدم كآدم ونوح كنوح وإبراهيم كابراهيم وعيسى كعيسى ، قال الذهبي : إسناده صحيح ولكنه شاذ بمرة لاأعلم لأبى الضحى عليه متابعاً . وذكر أبو حيان فى البحر نحوه عن الحبر وقال : هذا حديث لاشك فى وضعه وهو من رواية الواقدى الكذاب .

وأقول لامانع عقلا ولاشرعاً من صحته ، والمراد أن فى كل أرض خلقاً يرجعون إلى أصل واحد رجوع بنى آدم فى أرضنا إلى آدم عليه السلام ، وفيه أفراد ممتازون على سائرهم كنوح وإبراهيم وغيرهما فينا .

وأخرج ابن أبى حاتم . والحاكم وصححه عن ابن عمر مرفوعاً أن بين كل أرض والتى تليها خمسمائة عام والعليا منها على ظهر حوت قد التقى طرفاه فى السماء والحوت على صخرة والصخرة بيد ملك والثانية مسجن الريح والثالثة فيها حجارة جهنم والرابعة فيها كبريتها والخامسة فيها حياتها والسادسة فيها عقاربها والسابعة فيها سقر وفيها إبليس مصفد بالحديد يد أمامه ويد خلفه يطلقه الله تعالى لمن يشاء ، وهو حديث منكر - كما قال الذهبي - لايعول عليه أصلا فلا تغتر بتصحيح الحاكم ، ومثله فى ذلك أخبار كثيرة فى هذا الباب لولا خوف الملل لذكرناها لك لكن كون مابين كل أرضين خمسمائة سنة كما بين كل سماءين جاء فى أخبار معتبرة كما روى الامام أحمد . والترمذى عن أبى هريرة قال : « بينما النبي صلى الله تعالى عليه وسلم جالس وأصحابه قال : هل تدرون مافوقكم ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم ، قال فانها الرقيع سقف محفوظ وموج مكفوف ، قال : هل تدرون مابينكم وبينها ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم ، قال : بينكم وبينها خمسمائة عام ، ثم قال : هل تدرون مافوق ذلك ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم ، قال : سماء وإن بعد مابينهما خمسمائة سنة ، ثم قال كذلك حتى عد سبع سموات مابين كل سماءين مابين السماء والأرض ، ثم قال : هل تدرون مافوق ذلك ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم ، قال : وإن فوق ذلك العرش بينه وبين السماء بعد مابين السماءين ، ثم قال : هل تدرون ماتحتكم ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم ، قال : إنها الأرض ، ثم قال : هل تدرون ماتحت ذلك ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم ، قال : إن تحتها أرضاً أخرى بينهما مسيرة خمسمائة سنة حتى عد صلى الله تعالى عليه وسلم سبع أرضين مابين كل أرضين خمسمائة سنة » .

والاخبار فى تقدير المسافة بما ذكر بين كل سماءين أكثر من الأخبار فى تقديرها بين كل أرضين وأصح ، ومنها ماهو مذكور فى صحيح البخارى . وغيره من الصحاح ، وفيها أيضاً أن ثخن كل سماء خمسمائة عام فقول الرازى فى ذلك إنه غير معتبر عند أهل التحقيق كلام لايخفى بشاعته على من سلك من السنة أقوم طريق ، نعم ماحكاه من أن السماء الاولى موج مكفوف . والثانية صخر . والثالثة حديد ، والرابعة نحاس . والخامسة فضة . والسادسة ذهب . والسابعة ياقوت ليس بمعتبر أصلا ولم يرد بما تضمنه من التفصيل خبر صحيح لكن فى قوله : إنه مما يأباه العقل إن أراد به نفى الامكان عقلا منع ظاهر ، وقال الضحاك : هى فى كونها سبعاً بعضها فوق بعض لا فى كونها كذلك مع وجود مسافة بين أرض وأرض ، واختاره بعضهم زاعماً أن المراد بها تلك السبع طبقة التراب الصرفة المجاورة للمركز . والطبقة الطينية . والطبقة المعدنية التى يتكون فيها المعادن . والطبقة الممتزجة بغيرها المنكشفة التى هى مسكن الانسان ونحوه من الحيوان وفيها ينبت النبات . وطبقة الأدخنة . والطبقة الزمهريرية . وطبقة النسيم الرقيق جداً ، ولايخفى أنه أشبه شىء بالهذيان ، ومثله مايزعمه بعض الناظرين فى كتب العلوم المسماة بالحكمة الجديدة من أن الأرض انفصلت بسبب بعض الحوادث

شرح صحیح مسلم

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

ناشر

فرید بک سٹال

خلاصہ یہ ہے کہ علامہ نووی نے یہ لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ زمین کا غصب کرنا متصور نہیں ہے اور ان احادیث سے زمین کے غصب کا امکان ثابت ہوتا ہے لیکن علامہ نووی کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ زمین کے غصب کا مطلقاً انکار نہیں کرتے بلکہ اس غصب کا انکار کرتے ہیں جس پر حکم شرعی یعنی ضمان لازم آتا ہے اور وہ غصب ان احادیث سے ثابت نہیں ہے جیسا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے تفصیل اور تحقیق سے بیان کیا ہے۔

مالک زمین کا زمین کے اوپر اور نیچے تصرف کا حکم

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ جو شخص کسی زمین کا مالک ہو وہ زمین کے نیچے سے لے کر اس کے منتہا تک اس کا مالک ہوتا ہے اور مالک زمین کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی زمین کے نیچے کسی کو سرنگ یا کنواں نہ کھودنے دے خواہ اس سے اس کی زمین کو ضرر ہو یا نہ ہو، علامہ ابن الجوزی نے کہا ہے کہ زمین کے نیچے کا حصہ اس کے اوپر کے حصہ کے تابع ہے، علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی زمین میں معدن یا اس کے مشابہ چیز نکل آئے تو اس میں اختلاف ہے بعض فقہاء نے کہا ہے وہ اس کی ملکیت ہے اور بعض نے کہا بلکہ مسلمانوں کی ملکیت ہے، اسی طرح زمین کا مالک اپنی زمین میں جہاں تک چاہے کھود سکتا ہے بشرطیکہ اس سے کسی کو ضرر نہ ہو، اسی طرح زمین کے اوپر جہاں تک چاہے تعمیر کر سکتا ہے بشرطیکہ کسی کو ضرر نہ ہو۔ [1]

زمین کے تیل یا گیس کا حکم

ہدایہ میں ہے کہ اگر کسی شخص کی زمین میں کوئی معدن نکل آئے تو امام ابوحنیفہ سے اس میں دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں ہے اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال کو ادا کرنا ہو گا اور ایک روایت میں ہے وہ سب اس کی ملکیت ہے، پانچواں حصہ کی بنیاد یہ حدیث ہے فی الرکاز الخمس "دفینہ میں پانچواں حصہ ہے۔" [2]

اگر کسی شخص کی زمین میں تیل یا گیس نکل آئے تو آج کل حکومت اس کو ایک معین رقم دے کر اس پر قبضہ کر لیتی ہے یہ طریقہ صحیح نہیں ہے چاہیے یہ کہ حکومت اپنے اخراجات منہا کرنے کے بعد مالک زمین کو ۲۰٪ رائلٹی اس وقت تک دیتی رہے جب تک اس میں تیل یا گیس کا ذخیرہ باقی رہے۔

سات زمینوں کے بارے میں اثر ابن عباس

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ والبیہقی فی الشعب وفی الاسماء والصفات عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ ومن الارض مثلھن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وادم کادم ونوح کنوح وابراھیم کابراھیم

محدث ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے اپنی اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے اور حاکم نے اس سند کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے شعب اور کتاب الاسماء والصفات میں ومن الارض مثلھن کی تفسیر میں حضرت ابن عباس کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ "سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل

---

[1] علامہ ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۲۹۸، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اولین ص ۱۸۰، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔

وعیسی کعیسی قال البیہقی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ ولا اعلم لابی الضحی علیہ متابعا۔ [1]

نبی ہے اور آدم کی مثل آدم ہے اور نوح کی مثل نوح ہے اور ابراہیم کی مثل ابراہیم ہے اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ لیکن یہ شاذ ہے اور ابو الضحیٰ کا اس پر کوئی متابع نہیں ہے۔

امام حاکم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس کے اس قول کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔ [2] اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔

علامہ ذہبی نے عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس — اس سند کے ساتھ حدیث کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ صحیح ہے۔ [3]

حضرت ابن عباس کا یہ قول ہر چند کہ سنداً صحیح ہے لیکن یہ درایۃً صحیح نہیں ہے۔

اثر ابن عباس پر اشکال

حضرت ابن عباس کے اس اثر پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ اگر ہر زمین میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور خاتم النبیین ہوں اور اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہیں تو آپ خاتم النبیین نہ رہے کیونکہ آپ کے بعد ان زمینوں میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور اگر ان زمینوں میں آپ سے پہلے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں تو پھر وہ خاتم النبیین نہ رہے کیونکہ ان کے بعد آپ کی نبوت ہے اور جب وہ خاتم النبیین نہیں ہیں تو پھر آپ کی مثل نہ ہوئے۔ حالانکہ اس اثر میں یہ ہے کہ ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل نبی ہے۔

اشکال مذکور کا جواب مولانا قصوری سے

مولانا غلام دستگیر قصوری نے اس اشکال کے جواب میں لکھا ہے کہ ہر ایک کی خاتمیت اضافی ہے یعنی ان زمینوں میں جو نبی ہیں ان کی خاتمیت ان زمینوں کے اعتبار سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اس زمین میں مبعوث ہونے والے انبیاء کے اعتبار سے ہے۔

مولانا قصوری کا یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اضافی نہیں ہے بلکہ استغراقی ہے اور آپ کی خاتمیت قرآن مجید سے ثابت ہے اور قطعی اور یقینی ہے جبکہ اس اثر کی صحت ظنی ہے۔ اس ظنی اثر کی وجہ سے قرآن مجید میں النبیین کے عموم اور استغراق کو کم کرنا صحیح نہیں ہے۔

اشکال مذکور کا جواب شیخ نانوتوی سے

شیخ قاسم نانوتوی نے اس اشکال کے جواب میں لکھا ہے: سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، در منثور ج ۶ ص ۲۳۸ مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۴ھ

[2] امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ ص ۴۹۳ مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

[3] حافظ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تلخیص المستدرک ج ۲ ص ۴۹۳،

تفسير

مقاتل بن سليمان

دراسة وتحقيق

د. عبدالله محمود شحاته

الجزء الرابع

مؤسسة التاريخ العربي

بيروت - لبنان

يعنى جزاء ذنبها ﴿ وَكَانَ عَـٰقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ﴾ ـ ٩ ـ يقـول كان عاقبتهم الخسران فى الدنيا وفى الآخرة حين كذبوا فأخبر الله، منهم بما أعدلهم فى الدنيا، وما أعد لهم فى الآخرة فقـال : ﴿ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُمْ ﴾ فى الآخرة ﴿ عَذَابًا شَدِيدًا فَاتَّقُوا ٱللَّهَ ﴾ يحذرهم ﴿ يَـٰٓأُولِى ٱلْأَلْبَـٰبِ ﴾ يعنى من كان له لب أو عقل فليعتبر فيما يسمع مع الوعيد فينتفع بمواعظ الله — تعالى — يخوف كفار مكة، لئلا يكذبوا محمدا — صلى الله عليه وسلم — فينزل بهم ما نزل بالأمم الخالية حين كذبوا رسلهم بالعذاب فى الدنيا والآخرة، ثم قال : للذين آمنوا « فاتقوا الله يا أولى الألباب » ثم نعتهم فقـال : ﴿ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا قَدْ أَنزَلَ ٱللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴾ ـ ١٠ ـ يعنى قرآنا ﴿ رَّسُولًا ﴾ يعنى النبي — صلى الله عليه وسلم — ﴿ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ ءَايَـٰتِ ٱللَّهِ ﴾ يعنى يقرأ عليكم آيات القرآن ﴿ مُبَيِّنَـٰتٍ لِّيُخْرِجَ ﴾ [٢٠١ ب] ﴿ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ﴾ فى علمه ﴿ وَعَمِلُوا ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ مِنَ ٱلظُّلُمَـٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ ﴾ يعنى من الشرك إلى الإيمـان ﴿ وَمَن يُؤْمِن بِٱللَّهِ ﴾ يعنى يصدق بالله أنه واحد لا شريك له ﴿ وَيَعْمَلْ صَـٰلِحًا ﴾ فى إيمـانه ﴿ يُدْخِلْهُ جَنَّـٰتٍ ﴾ يعنى البساتين ﴿ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ ﴾ يقـول تجرى من تحت البساتين الأنهار ﴿ خَـٰلِدِينَ فِيهَآ ﴾ يعنى مقيمين فيها ﴿ أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ ٱللَّهُ لَهُۥ رِزْقًا ﴾ ـ ١١ ـ يعنى به الجنـة ﴿ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَـٰوَٰتٍ وَ ﴾ خـلق ﴿ مِنَ ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ ٱلْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ ﴾ يعـنى الوحى من السماء العليا إلى الأرض السفلى ﴿ لِتَعْلَمُوٓا أَنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًۢا ﴾ ـ ١٢ ـ .

حدثنا عبد الله ، قال : حدثني أبي ، قال : حدثنا الهذيل ، قال : سمعت أبا يوسف ، ولم أسمع « مقاتلا »[1] ، يحدث عن حبيب بن حسان عن أبي الضحى في قوله : « سبع سموات ومن الأرض مثلهن » قال : آدم كآدم ، ونوح كنوح ونبي ومثل نبي . وبه الهذيل عن وكيع ، عن الأعمش ، عن إبراهيم ابن مهاجر ، عن مجاهد ، عن ابن عباس في قوله : « سبع سموات ومن الأرض مثلهن » ، قال : لو حدثتكم تفسيرها لكفرتم وكفركم بها تكذيبكم بها ، قال الهذيل : ولم أسمع « مقاتلا »[2] .

* * *

(١) في أ : « مقاتل » ، وفي ف : « مقاتلا » .

(٢) في أ : « مقاتل » ، وفي ف : « مقاتلا » .

تفسير الجلالين

بهامش المصحف الشريف

بالرسم العثماني

دار الحديث

القاهرة

١٢ - ﴿ **الله الذي خلق سبع سماوات ومن الأرض مثلهن** ﴾ يعني سبع أرضين ﴿ **يتنزل الأمر** ﴾ الوحي ﴿ **بينهن** ﴾ بين السماوات والأرض ينزل به جبريل من السماء السابعة إلى الأرض السابعة ﴿ **لتعلموا** ﴾ متعلق بمحذوف ، أي أعلمكم بذلك الخلق والتنزيل ﴿ **أن الله على كل شيء قدير وأن الله قد أحاط بكل شيء علمًا** ﴾ .

﴿ سورة التحريم ﴾

[مدنية وآياتها اثنتا عشرة آية]

﴿ سورة التحريم ﴾

مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ ٱلْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ
قَدِيرٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًۢا ﴿١٢﴾

(٦٦) سُورَةُ التَّحْرِيمِ مَدَنِيَّة وَآيَاتُهَا اثْنَتَا عَشْرَةَ

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِى مَرْضَاتَ
أَزْوَٰجِكَ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١﴾ قَدْ فَرَضَ ٱللَّهُ لَكُمْ
تَحِلَّةَ أَيْمَٰنِكُمْ ۚ وَٱللَّهُ مَوْلَىٰكُمْ ۖ وَهُوَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ ﴿٢﴾
وَإِذْ أَسَرَّ ٱلنَّبِىُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَٰجِهِۦ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ
بِهِۦ وَأَظْهَرَهُ ٱللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُۥ وَأَعْرَضَ عَنۢ بَعْضٍ ۖ
فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِۦ قَالَتْ مَنْ أَنۢبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِىَ ٱلْعَلِيمُ

بسم الله الرحمن الرحيم

١ - ﴿ **يا أيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك** ﴾ من أَمَتِكَ مارية القبطية لما واقعها في بيت حفصة وكانت غائبة فجاءت وشق عليها كون ذلك في بيتها وعلى فراشها حيث قلت : هي حرام عليَّ ﴿ **تبتغي** ﴾ بتحريمها ﴿ **مرضات أزواجك** ﴾ أي رضاهن ﴿ **والله غفور رحيم** ﴾ غفر لك هذا التحريم .

٢ - ﴿ **قد فرض الله** ﴾ شرع ﴿ **لكم تحلة أيمانكم** ﴾ تحليلها بالكفارة المذكورة في سورة « المائدة » ومن الأيمان تحريم الأمة وهل كفّر ﷺ ؟ قال مقاتل : أعتق رقبة في تحريم مارية ، وقال الحسن : لم يكفّر لأنه ﷺ مغفور له ﴿ **والله مولاكم** ﴾ ناصركم ﴿ **وهو العليم الحكيم** ﴾ .



٣ - ﴿ و ﴾ اذكر ﴿ **إذ أسرَّ النبي إلى بعض أزواجه** ﴾ هي حفصة ﴿ **حديثًا** ﴾ هو تحريم مارية وقال لها لا تفشيه ﴿ **فلما نبأت به** ﴾ عائشة ظنًا منها أن لا حرج في ذلك ﴿ **وأظهره الله** ﴾ أطلعه ﴿ **عليه** ﴾ على المنبأ به ﴿ **عرَّف بعضه** ﴾ لحفصة ﴿ **وأعرض عن بعض** ﴾ تكرمًا منه ﴿ **فلما نبأها به قالت من أنبأك هذا قال نبأني العليم الخبير** ﴾ أي الله .

أسباب نزول الآية ١٤ وأخرج ابن أبي حاتم عن السدي في قوله ﴿ ألم تر إلى الذين تولوا قومًا ﴾ الآية ، قال : بلغنا أنها نزلت في عبد الله بن نبتل .

أسباب نزول الآية ١٨ وأخرج أحمد والحاكم وصححه عن ابن عباس قال : كان رسول الله ﷺ في ظل حجرة وقد كاد الظل =

فتاویٰ رضویّہ

مع تخریج وترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ



رضا فاؤنڈیشن
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔۸
پاکستان (۵۴۰۰۰)

مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ "[1]۔	کچھ ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا اور ان میں بعض کو درجوں بلند فرمایا۔

ائمہ فرماتے ہیں یہاں اس بعض سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مراد ہیں کہ انہیں سب انبیاء پر رفعت وعظمت بخشی۔

کما نص علیه البغوی[2] والبیضاوی[3] والنسفی[4] و السیوطی والقسطلانی والزرقانی والشامی والحلبی و غیرھم واقتصار الجلالین[5] دلیل انه اصح الاقوال لالتزام ذلك فی الجلالین۔	جیسا کہ اس پر نص فرمائی ہے بغوی، بیضاوی، نسفی، سیوطی، قسطلانی، زرقانی، شامی اور حلبی وغیرہ نے، اور جلالین میں اس پر اقتصار اس بات کی دلیل ہے کہ یہی اصح ہے کیونکہ جلالین میں اس کا التزام کیا گیا ہے (کہ اصح پر ہی اقتصار کیا جاتا ہے۔) (ت)

اور یوں مبہم ذکر فرمانے میں حضور کے ظہور افضلیت وشہرت سیادت کی طرف اشارہ تامہ ہے، یعنی یہ وہ ہیں کہ نام لو یا نہ لو انہی کی طرف ذہن جائے گا، اور کوئی دوسرا خیال نہ آئے گا۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم۔ فقیر کہتا ہے اہل محبت جانتے ہیں کہ ابہام تام میں کیا لطف ومزہ ہے۔ ع

اے گل بتو خرسند تو بوئے کسے داری
(اے پھول! تجھ پر شادمانی ہے کہ تو کسی کی خوشبو رکھتا ہے۔ ت)

؎ مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے مے آید　　　　کہ ز انفاسِ خوشش بوئے کسے می آید
(اے دل! خوشخبری ہو کہ مسیحا آتا ہے، جس کے عمدہ سانسوں سے کسی کو خوشبو آتی ہے۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۳

[2] معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۲/ ۲۵۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۷۶

[3] انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیۃ ۲/ ۲۵۳ دار الفکر بیروت ۱/ ۵۳۹ و ۵۵۰

[4] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت الآیۃ ۲/ ۲۵۳ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۱۲۷

[5] تفسیر جلالین تحت الآیۃ ۲/ ۲۵۳ اصح المطابع دہلی ص ۳۹

الجامع لأحكام القرآن

والمبين لما تضمنه من السنة وآي الفرقان

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر القرطبي

(ت ٦٧١ هـ)

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

شارك في تحقيق هذا الجزء

محمد رضوان عرقسوسي

الجزء الأول

مؤسسة الرسالة

الأرض السُّفلى لهبَطَ على الله». ثم قرأ: ﴿هُوَ ٱلْأَوَّلُ وَٱلْآخِرُ وَٱلظَّٰهِرُ وَٱلْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [الحديد: ٣]. قال أبو عيسى: قراءةُ رسولِ الله ﷺ الآية تدلُّ على أنّه أرادَ: لَهَبَطَ على عِلْم الله وقدرتِه وسلطانِه. [علمُ الله وقدرتُه وسلطانُه] في كلِّ مكانٍ، وهو على عَرْشه كما وصَفَ نفسَه في كتابه. قال: هذا حديثٌ غريبٌ، والحَسَن لم يسمَعْ من أبي هريرة[١].

والآثارُ بأنَّ الأرَضين سبعٌ كثيرةٌ، وفيما ذكرنا كفاية.

وقد روى أبو الضُّحى - واسمُه مسلم - عن ابن عباس أنَّه قال: ﴿ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَٰوَٰتٍ وَمِنَ ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ [الطلاق: ١٢] قال: سبعَ أَرَضين، في كلِّ أرضٍ نبيٌّ كنبيِّكم، وآدمُ كآدم، ونوحٌ كنوح، وإبراهيمُ كإبراهيم، وعيسى كعيسى. قال البيهقيُّ[٢]: إسنادُ هذا عن ابن عباس صحيحٌ، وهو شاذٌّ بمرَّة، لا أعلمُ لأبي الضُّحى عليه متابعاً[٣]، والله أعلم.

التاسعة: قولُه تعالى: ﴿هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ لَكُم مَّا فِى ٱلْأَرْضِ﴾ ابتداءٌ وخبر. «ما» في موضع نصبٍ. ﴿جَمِيعًا﴾ عند سيبويه نصب على الحال[٤].

﴿ثُمَّ ٱسْتَوَىٰٓ﴾ أهلُ نَجد يُميلون لِيَدُلُّوا على أنّه من ذوات الياء، وأهلُ الحجازُ يُفخِّمون.

﴿سَبْعَ﴾ منصوبٌ على البدل من الهاء والنون، أي: فسوَّى سبعَ سمواتٍ، ويجوزُ أن يكون مفعولاً على تقدير: فسَوَّى منهنَّ[٥] سبعَ سموات، كما قال الله جلَّ وعزَّ: ﴿وَٱخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُۥ سَبْعِينَ رَجُلًا﴾ [الأعراف: ١٥٥] أي: من قومه. قاله النحاس[٦]. وقال الأخفش: انتصَبَ على الحال.

---

(١) سنن الترمذي (٣٢٩٨)، وقد أشار الترمذي إلى علة الحديث، وهو في المسند (٨٨٢٨). قال ابن الجوزي في العلل المتناهية ١/٢٨: هذا حديث لا يصحُّ عن رسول الله ﷺ.

(٢) في الأسماء والصفات، بعد إخراجه تفسير ابن عباس المذكور (٨٣١) (٨٣٢).

(٣) في (د) و(ظ) و(م): «دليلاً».

(٤) الكتاب ١/٣٧٦.

(٥) في (د) و(م): «يسوّي بينهن».

(٦) إعراب القرآن ١/٢٠٦.

النجم الوهاج

في شرح المنهاج

للإمام العلامة المتقن المحدث الفقيه اللغوي

كمال الدين أبي البقاء محمد بن موسى بن عيسى الدميري

رحمه الله تعالى

(٧٤٢ - ٨٠٨ هـ)

المجلد الثاني

الصلاة - صلاة الجماعة

دار المنهاج

. . . .

و(فطر السماوات) : ابتدأ خلقها من غير مثال سبق ، وجمعت السماوات ووحدت الأرض في جميع الآيات ؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم أسري به إليها ، ووطئها بقدميه[1] فتشرفت بذلك فجمعت ، وأما الأرض فلم يطأ بقدميه الشريفتين سوى العليا منها ، ولأن السماوات محل الملائكة الذين لا يعصون الله ما أمرهم ، ولم يثبت في الأرض مثل ذلك ، فجمعت السماوات حينئذ لشرفها ، ولذلك كان المختار أنها أفضل من الأرض .

وروينا عن كعب الأحبار أنه قال : خلق الله سماء الدنيا من موج مكفوف ، والثانية صخرة ، والثالثة حديد ، والرابعة نحاس ، والخامسة فضة ، والسادسة ذهب ، والسابعة ياقوت[2] .

وروى البيهقي عن أبي الضحىٰ عن ابن عباس أنه قال في قوله تعالىٰ : ﴿ وَمِنَ ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ﴾ قال : (سبع أرضين ، في كل أرض نبي كنبيكم ، وآدم كآدمكم ، ونوح كنوحكم ، وإبراهيم كإبراهيمكم ، وعيسىٰ كعيسىٰ)[3] ، ثم قال : إسناد هٰذا الحديث عن ابن عباس صحيح ، غير أني لا أعلم لأبي الضحىٰ عليه متابعاً .

و(الحنيف) : المائل إلى الخير والصلاح .

وقوله : (وما أنا من المشركين) بيان للحنيفي وإيضاح لمعناه .

و(النسك) : العبادة ، وجمع بين الصلاة والنسك ، وإن كانت داخلة فيه تنبيهاً علىٰ شرفها وعظم مرتبتها ، وهو من باب ذكر العام بعد الخاص .

و (رب العالمين) معناه : ملك الجن والإنس .

وأما قوله : (والشر ليس إليك)[4] . . فقال المزني : معناه لا ينسب إليك وإن

---

(١) انظر حديث الإسراء في «البخاري» (٣٤٩) ، و«مسلم» (١٦٣) .

(٢) أخرجه الطبري في «التفسير» (٢٨/ ١٥٤) .

(٣) أخرجه البيهقي في «الأسماء والصفات» (ص ٤٤٣) .

(٤) في هامش (د) : (من «الأذكار» [٦٧] : اعلم أن مذهب أهل الحق من المحدثين والفقهاء ، والمتكلمين من الصحابة ، والتابعين ، ومن بعدهم من علماء المسلمين : أن جميع الكائنات=

فتح القريب المجيب

على

الترغيب والترهيب

للإمام المنذري (ت ٦٥٦هـ)

لأبي محمد حسن بن علي بن سليمان البدر الفيومي القاهري

(٨٠٤-٨٧٠هـ)

قدم له:

فضيلة الشيخ / عبد الله بن محمد الغنيمان

رئيس قسم الدراسات العليا بالجامعة الإسلامية

بالمدينة المنورة (سابقاً)

دراسة وتحقيقاً وتخريجاً

أ.د. محمد إسحاق محمد آل إبراهيم

أستاذ السنة وعلومها

بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية بالرياض

المجلد الأول

الأرض في جميع آيات القرآن لأن النبي ﷺ أسرى به إلى السموات ووطئها بقدميه الشريفتين فشرفت بذلك فجمعت.

وأما الأرض فلم يطأ بقدميه الشريفتين منها سوى واحدة وهي العليا فأفردت، ولأن السموات محل الملائكة الذين لا يعصون الله ما أمرهم ولم يثبت في الأرض مثل ذلك، فجمعت السموات حينئذ لشرفها ولذلك كان المختار أنها أفضل من الأرض[١]، وروينا عن كعب الأحبار أنه قال: خلق الله السماء الدنيا من موج مكفوف، والثانية صخرة والثالثة، من حديد، والرابعة من نحاس، والخامسة من فضة، والسادسة من ذهب، والسابعة من ياقوت[٢]، وروى البيهقي[٣] عن أبي الضحى، عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال: في قوله تعالى: ﴿وَمِنَ ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾[٤] قال: سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوحكم وإبراهيم كإبراهيمكم وعيسى كعيساكم قال إسناد هذا الحديث عن ابن عباس صحيح غير أني لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعًا[٥] والله أعلم قاله في الديباجة، واختلف أهل الهيئة هل هي متراكمات بلا تفاصل أو بين كل سماء والتي تليها خلا على قولين[٦].

---

(١) النجم الوهاج في شرح المنهاج (٢/ ١٠٨).

(٢) الاعلام بفوائد عمدة الأحكام (١/ ٩٦)، والنجم الوهاج (٢/ ١٠٨).

(٣) في الأسماء والصفات (٢/ ٢٦٧).

(٤) سورة الطلاق، الآية: ١٢.

(٥) النجم الوهاج (٢/ ١٠٨).

(٦) الاعلام (١/ ٩٦) وزاد: أصحهما الثاني، وفي وسطها المركز وهو نقطة مقدرة متوهمة وهو محط الأثقال إليه ينتهي ما يهبط من كل جانب إذا لم يقارنه مانع.

الدُّرُّ المَنْثُور

في

التَّفْسِيرِ بِالمَأْثُور

لجلال الدين السيوطي

(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية

الدكتور عبد السند حسن يمامة

الجزء الرابع عشر

السُّفْلَى ، وطَرَفاه منعقدان تحتَ العرشِ ، ويقالُ : الأرضُ السُّفْلَى [(١] عَمْدٌ بينَ [١)] قرنَي الثَّورِ . ويقالُ : بل على ظهرِه . واسمُه بهموتُ ، يأْثُرون أنهما نُزُلُ أهلِ الجنةِ ، فيَشبَعُون من زائدِ كَبِدِ الحوتِ ورأسِ الثَّورِ ، وأُخبِرْتُ بأنَّ عبدَ اللهِ بنَ سلَامٍ سأل النبيَّ ﷺ : على ما الحوتُ ؟ قال : «على ماءٍ أسودَ ، وما أخَذ منه الحوتُ إلا كما أخَذ حوتٌ من حِيتانِكم من بحرٍ من هذه البحارِ» . وحُدِّثْتُ أن إبليسَ [(٢] تغلغَل إلى الحوتِ فعظَّم [٢)] له نفسَه ، وقال : ليس خَلْقٌ بأعظَمَ منك عِزًّا[(٣)] ولا أقوَى . فوجَد الحوتُ فى نفسِه فتحرَّك ، فمنه تكونُ الزَّلْزَلَةُ إذا تحرَّك ، فبعَث اللهُ حوتًا صغيرًا فأسكَنه فى أُذُنِه ، فإذا ذهَب يتحرَّكُ تحرَّك الذى فى أُذُنِه ، فسكَن .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، وابن الضُّرَيْسِ ، من طريقِ مجاهدٍ ، عن ابنِ عباسٍ فى قولِه : ﴿وَمِنَ ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ . قال : لو حَدَّثْتُكم بتفسيرِها لكفَرْتم ، وكفرُكم تكذيبُكم بها[(٤)] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ ، وابنُ أبى حاتمٍ ، والحاكمُ وصحَّحه ، والبيهقىُّ فى «شعبِ الإيمانِ» وفى «الأسماءِ والصفاتِ» ، من طريقِ أبى الضُّحَى ، عن ابنِ عباسٍ فى قولِه : ﴿وَمِنَ ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ . قال : سبعُ أرَضِين ، فى كلِّ أرضٍ نبىٌّ كنبيِّكم ، وآدمُ كآدمَ ، ونوحٌ كنوحٍ ، وإبراهيمُ كإبراهيمَ ، وعيسى كعيسى . قال البيهقىُّ : إسنادُه صحيحٌ ، ولكنَّه شاذٌّ بمرَّةٍ ، لا أعلمُ لأبى الضُّحَى عليه متابعًا[(٥)] .

(١ - ١) فى م : «على عمد من» .

(٢ - ٢) فى الأصل ، ص ، ف ١ ، ن : «يغلغل إلى الحوت فيعظم» .

(٣) سقط من : ف ١ ، وفى ح ١ ، م : «غنى» .

(٤) ابن جرير ٢٣/ ٧٨.

(٥) ابن جرير ٢٣/ ٧٨، والحاكم ٢/ ٤٩٣، والبيهقى فى الأسماء والصفات (٨٣٢) ، وقال ابن كثير : =

الجـــــزء الخامس

من ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى

للعلامة القســــطلانى

نفعنا الله به آمين

(وبهامشه متن صحيح الامام مسلم وشرح الامام النووى عليه)

(الطبعة السادسة)

بالمطبعة الكبرى الاميرية ببولاق مصر المحمية

ســـنة ١٣٠٤

هجرية

فقعل على المروة كما فعل على الصفا حتى اذا كان آخر طواف على المروة فقال (٣٠٥) الحلواستقبلت من أمرى ما استدبرت لم أسق الهدى وجعلتها عمرة فمن كان منكم ليس معه هدى فليحل وليجعلها عمرة فقام سراقة بن مالك ابن جعشم فقال يارسول الله ألعامنا هذا أم لأبد فشبك رسول الله صلى الله عليه وسلم أصابعه واحدة فى الاخرى وقال دخلت العمرة فى الحج مرتين لا بل لابد أبد وقدم على من اليمن ببدن النبى صلى الله عليه وسلم فوجد فاطمة ممن حل ولبست ثيابا صبيغا واكتحلت فأنكر ذلك عليها

فانه يدل على انهم انما تكون لاجل الذرية ورقتهم لاتمنع من تولدهم اذا كان ما يلدونه رقيقاً ألا ترى اناقد نرى من الحيوان مالا يتبين لطافته الابالتأمل ولا يمنع ذلك من التوالد وغالب مايوجد الجن فى مواضع النجاسات كالحمامات والحشوش والمزابل وكثير من اهل الضلالات والبدع المظهرين للزهد والعبادة على غير الوجه الشرعى يأوون الى مواضع الشياطين المنهى عن الصلاة فيها فيقع لهم فيها بعض مكاشفات لان الشياطين تنزل عليهم فيها وتخاطبهم ببعض الامر كما تخاطب الكهان وكما كانت تدخل فى الاصنام وتكلم عابديها واختلف هل هم مكلفون فذهب الحشوية الى انهم مضطرون الى افعالهم وليسوا مكلفين والذى عليه الجمهور انهم مكلفون مخاطبون مثابون على الطاعات معاقبون على المعاصى (لقوله) عزوجل (يامعشر الجن والانس ألم يأتكم رسل منكم) فى موضع رفع صفة لرسل (يقصون عليكم آياتى الى قوله عما يعملون) وسقط لابى ذر الى قوله عما يعملون وقال الآية ويحتمل ان تكون يقصون صفة ثانية لرسل وان تكون فى موضع نصب على الحال وصاحبها رسل وان كان نكرة لتخصيصه بالوصف او الضمير المستتر فى منكم وزعم الفراء ان فى الآية حذف مضاف اى ألم يأتكم رسل من احدكم يعنى من جنس الانس كقوله تعالى يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان وانما يخرجان من الملح فالتقدير يخرج من احدهما وانما يحتاج الى ذلك لان الرسل عنده مختصة بالانس يعنى انه يعتقد ان الله ما ارسل للجن رسولا منهم بل انما ارسل اليهم الانس ولم يرسل من الجن الا بواسطة رسالة الانس لقوله تعالى ولوا الى قومهم منذرين وعلى هذا فلا يحتاج الى تقدير مضاف وان قلنا ان رسل الجن من الانس لانه يطلق عليهم رسل مجازا لكونهم رسلا بواسطة رسالة الانس والاجماع على أن نبينا صلى الله عليه وسلم مبعوث الى الثقلين الجن والانس وتمسك قوم منهم الضحاك وقالوا بعث الى كل من الثقلين رسل منهم وان الله تعالى ارسل الى الجن رسولا منهم اسمه يوسف قال ابن جرير واما الذين قالوا بقول الضحاك فانهم قالوا ان الله تعالى اخبر ان من الجن رسلا ارسلوا اليهم ولو جاز ان يكون خبره عن رسل الجن بمعنى انهم رسل الانس جاز ان يكون خبره عن رسل الانس بمعنى انهم رسل الجن قالوا وفى فساد هذا المعنى مايدل على ان الخبرين جميعا بمعنى الخبر عنهم انهم رسل الله تعالى لان ذلك هو المعروف فى الخطاب دون غيره قال فى الآكام ويدل لما قاله الضحاك حديث ابن عباس عند الحاكم قال ومن الارض مثلهن قال سبع ارضين فى كل ارض نبى كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوحكم وابراهيم كابراهيمكم وعيسى كعيسى كم قال الذهبى اسناده حسن وله شاهد عند الحاكم أيضا عن ابن عباس قال فى قوله سبع سموات ومن الارض مثلهن قال فى كل أرض نحو ابراهيم صلى الله عليه وسلم قال الذهبى حديث على شرط الشيخين رجاله أئمة واذا تقرر انهم مكلفون فهم مكلفون بالتوحيد واركان الاسلام واما ماعداه من الفروع فاختلف فيها لما ثبت من النهى عن الروث والعظم وانهما زادالجن واختلف هل يثابون على الطاعات فروى ابن أبى الدنيا عن ليث بن أبى سليم قال ثواب الجن أن يجاروا من النار ثم يقال لهم كونوا ترابا وروى عن أبى حنيفة نحوه وذهب الجمهور وهو مذهب الائمة الثلاثة أنهم يثابون على الطاعة وعن مالك انه استدل على أن عليهم العقاب ولهم الثواب بقوله تعالى ولمن خاف مقام ربه جنتان ثم قال فبأى آلاء ربكما تكذبان والخطاب للانس والجن فاذا ثبت أن فيهم مؤمنين والمؤمن من شأنه أن يخاف مقام ربه ثبت المطلوب وهل يدخلون الجنة كالانس والجمهور على انهم يدخلونها ولا يأكلون فيها ولا يشربون بل يلهمون التسبيح والتقديس وحكاه الكمال الدميرى عن مجاهد واستغربه وقال الحرث المحاسبى نراهم فيها ولا يرونا عكس مافى الدنيا

هذا مذهب الشافعى وموافقيه وعن مالك فيمن ترك السعى الشديد فى موضعه روايتان احداهما كما ذكرنا والثانية تجب عليه اعادته (قوله فقعل على المروة كما فعل على الصفا) فيه أنه يسن عليها من الذكر والدعاء والرقى مثل ما يسن على الصفا وهذا متفق عليه (قوله حتى اذا كان آخر طواف على المروة) فيه دلالة لمذهب الشافعى والجمهور أن الذهاب من الصفا الى المروة يحسب مرة والرجوع من المروة الى الصفا ثانية والرجوع الى المروة ثالثة وهكذا فيكون ابتداء السبع من الصفا وآخرها بالمروة وقال ابن بنت الشافعى وأبو بكر الصيرفى من أصحابنا يحسب الذهاب الى المروة والرجوع الى الصفا مرة واحدة فيقع آخر السبع فى الصفا وهذا الحديث الصحيح يرد عليهما وكذلك عمل المسلمين على تعاقب الازمان والله أعلم (قوله فقام سراقة بن مالك ابن جعشم فقال يارسول الله ألعامنا هذا ام لابد الخ) هذا الحديث سبق شرحه واضحا فى آخر الباب الذى قبل هذا وجعشم بضم الجيم وبضم الشين المعجمة وفتحها ذكره الجوهرى وغيره (قوله فوجد فاطمة ممن حل ولبست ثيابا صبيغا واكتحلت فأنكر ذلك عليها)

البدر التمام

شرح بلوغ المرام

للإمام القاضي الحسين بن محمد المغربي
(١٠٤٨ هـ - ١١١٩ هـ)

تحقيق

علي بن عبد الله الزبن

عضو هيئة التدريس بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية

قدم له

فضيلة الشيخ صالح بن محمد اللحيدان

رئيس مجلس القضاء الأعلى

الجزء الثالث

السبع لها سكن فروى البيهقي[١] عن أبي الضحى عن ابن عباس أنه قال : في قوله ﴿ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ﴾[٢] قال: «سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوحكم وإبراهيم كإبراهيمكم وعيسى كعيساكم»[أ].

ثم قال : إسناد هذا الحديث عن ابن عباس صحيح، غير أني لا أعلم لأبي الضحى متابعاً .

و«حنيفًا» : قال الأكثرون معناه مائلا إلى الدين الحق وهو الإسلام، والحنف[ب] : الميل ويكون في الخير والشر، وقيل المراد بالحنيف هنا المستقيم، قاله الأزهري وغيره.

وقال أبو عبيد: الحنيفية عند العرب : من كان على دين إبراهيم.

وقوله «وما أنا من المشركين» بيان للحنيف وإيضاح لمعناه، والمشرك يطلق على كل كافر من عابد وثن وغيره.

وقوله[جـ] : « إنَّ صلاتي ونسكي» : النسك : العبادة[٣] وكل ما يتقرب
١١٦ ب به إلي الله تعالى ، وهو مِن عطف/ العام على الخاص ، والنسيكة في

(أ) في هـ : كعيسايكم .

(ب) في جـ : والحنيف.

(جـ) في هـ : وكقوله .

---

(١) الأسماء والصفات ٣٨٩- ٣٩٠ قال البيهقي: إسناد هذا الحديث عن ابن عباس - رضي الله عنهما - صحيح ، وهو شاذ بمرة ولا أعلم لأبي الضحى عليه متابعاً ،.
وقال ابن كثير وقال : وهو محمول إن صح نقله عنه أنه أخذه ابن عباس من الإسرائيليات ، البداية والنهاية ٢١/١ .

(٢) الآية ، ١٢ من سورة الطلاق .

(٣) النهاية ٤٨/٥.

سلسلة كتب الشيخ عبد القادر الجيلاني رضي الله عنه
ينابيع آل البيت الكرام (٤-س)

كتاب
الفتاوى الحديثية

لشيخ الإسلام الشيخ شهاب الدين أبو العباس
أحمد بن محمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي
(٩٠٩-٩٧٤ هـ)

بحث وتحقيق
السيد الشريف الأستاذ الدكتور محمد فاضل جيلاني
الحسني الحسيني التيلاني الجمزرقي

مركز جيلاني للبحوث العلمية والطبع والنشر
إسطنبول

وفي حديث عند ابن عدي: «أَنَّهُ ﷺ نهى عن البولِ في القَزَع» بفتح القاف والزاي والعين المهملة وهو: البياض المتخلل بَيْنَ الزرع. وَقَالَ: «إِنَّهُ مساكن الجنّ». والحق أَنَّ الجِنّ مكلفون؛ فقد حكى الفخر الرازي وغيره الإجماع عليه. قال العز بن جماعة: وهم كالملائكة مكلفون مِنْ أول الفطرة. وجمهور الخلف والسلف أَنَّهُ لم يكن منهم رسول ولا نبي خلافاً للضحاك.

ومعنى ﴿رُسُلٌ مِّنكُمْ﴾ [الأنعام: ١٣٠] أي: مِنْ مجموعكم، وهم الإنس، أو المراد بهم رسل الرسل فلا يدل[١] لما قَالَهُ الضحاك ما صَحَّ عن ابن عباس رضي الله عنهما أَنَّهُ قال في قوله تعالى: ﴿وَمِنَ ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ [الطلاق: ١٢] قال: سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم، وآدم كآدمكم، ونوح كنوح، وإبراهيم كإبراهيم، وعيسى كعيسى. وذلك لأَنَّ التشبيه في مطلق النذارة بمعنى أَنَّ قوماً مِنَ الجِنّ منهم في الأرض فسمعوا كلام رَسُولِ الله ﷺ للإنسيين، وعادوا إلى قوم مِنَ الجِنّ فأنذروهم للحج[٢] فرأوا حية تتثنى عن الطريق، أبيض ينفح منه ريح المسك، فتخلف بَعْضُهُم عندها إلى أَنْ ماتت، فكفنها ودفنها ثُمَّ أدرك أصحابه، فجاءهم أربعة نسوة مِنْ جهة المغرب، فقَالَت واحدة: أيكم دفن عمر؟ قلنا وَمَنْ عمر؟ قَالَت: أيكم دفن الحية؟ قُلْتُ: أنا، قَالَتْ: أما والله لقد دفنت صوّاماً قوّاماً، يأمر بما أنزل الله، ولقد آمن بنبيكم وسمع صفته في السماء قبل أَنْ يبعث بأربعمائة سنة، فحمدنا الله ثُمَّ قضينا حجنا، ثُمَّ مررت بعمر بن الخطاب رضي الله عنه بالمدينة فأنبأته بأمر الحية فَقَالَ: صدقت سمعت رَسُولَ الله ﷺ يقول: «لقد آمن قبل أَنْ أبعث بأربعمائة سنة»[٣].

وأَخْرَجَ ابن أبي الدنيا: أَنَّ حاطب بن أبي بلتعة رضي الله عنه رأى حية فأخبر النبي ﷺ فَقَالَ: «ذلك عمرو ابن الهوماية[٤]، وافدُ نصيبين، لقيه محصن بن جوشن النصراني فقتله..»[٥] الحديث. وجاء مِنْ عدة طرق يبلغ بها درجة الحسن: «إِنَّ هامة

---

(١) في (ج): مما يدل.
(٢) هكذا في النسخ دون مقدمة للكلام!.
(٣) دلائل النبوة، أبو نعيم [٢/ ٢٩٨/ برقم: ٢٥٠].
(٤) عند ابن أبي الدنيا: «الحرماية».
(٥) الهواتف، ابن أبي الدنيا [٥٩/ برقم: ٧٤].

فتح البيان

في مقاصد القرآن

تفسير سلفي أثري خال من الإسرائيليات والجدليات المذهبية والكلامية
يغني عن جميع التفاسير ولا تغني جميعها عنه

تأليف

السيد الإمام العلامة الملك المؤيد من الله الباري
أبي الطيب "صديق بن حسن بن علي الحسيني القنوجي البخاري"
"١٢٤٨ - ١٣٠٧هـ"

عني بطبعه وقدّم له وراجعه
خادم العلم
عبد الله بن ابراهيم الأنصاري

الجزء الرابع عشر

المكتبة العصرية
صيدا - بيروت

يشاهدون السماء وأن الله خلق لهم ضياء يشاهدونه ، قال ابن عادل : وهذا قول من جعل الأرض كروية.

وعن ابن عباس أنها سبع أرضين منبسطة ليس بعضها فوق بعض تفرق بينها البحار ، وتظل جميعها السماء حكاه الكلبي عن أبي صالح عنه ، فعلى هذا إن كان لقوم منهم وصول إلى أرض أخرى احتمل أن تلزمهم دعوة الإسلام لإمكان الوصول إليهم ، واحتمل أن لا تلزمهم لأنها لو لزمتهم لكان النص بها وارداً ، ولكان النبي صلى الله عليه وسلم بها مأموراً ذكره الخطيب في تفسيره ، وقال بعض العلماء : السماء في اللغة عبارة عما علاك فالأولى بالنسبة الى السماء الثانية أرض وكذلك السماء الثانية بالنسبة الى السماء الثالثة أرض ، وكذا البقية بالنسبة إلى ما تحته سماء ، وبالنسبة إلى ما فوقه أرض ، فعلى هذا تكون السموات السبع وهذه الأرض الواحدة سبع سموات وسبع أرضين انتهى .

« وعن ابن عباس أنه قال له رجل : ﴿ الله الذي خلق سبع سموات ومن الأرض مثلهن ﴾ إلى آخر السورة ، فقال ابن عباس : ما يؤمنك أن أخبرك بها فتكفر؟ » أخرجه عبد بن حميد وابن المنذر من طريق سعيد بن جبير .

« وعنه في قوله : ومن الأرض مثلهن قال : سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم وآدم كآدم ونوح كنوح وإبراهيم كإبراهيم وعيسى كعيسى » أخرجه ابن جرير وابن أبي حاتم والحاكم وصححه والبيهقي في الشعب من طريق أبي الضحى ، قال البيهقي : هذا إسناد صحيح ، وهو شاذ بمرة لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعاً .

« وعنه قال : في كل أرض مثل إبراهيم ونحو ما على الأرض من الخلق » أخرجه ابن جرير الطبري من طريق شعبة عن عمرو بن مرة عن أبي الضحى قال الحافظ في الفتح : هكذا أخرجه مختصراً وإسناده صحيح .



تنبیہات

بجواب

تحقیقات



جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول

مفتی محمد عبدالمجید خان سعیدی رضوی

مہتمم جامعہ غوث اعظم رحیم یار خان

جلد اول صفحہ ۲۴۶، جلد دوم صفحہ ۹۱، ۴۰۷، صفحہ ۳۲۳، ۳۴۵، جلد سوم صفحہ ۳۱، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۷، ۲۸۱، ۲۹۴ جلد چہارم صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷، مقالات کاظمی جلد اول صفحہ ۵۴۔ نیز علامہ سید یوسف ہاشم رفاعی مدظلہ آف کویت نے ادلۃ اھل السنۃ و الجماعۃ صفحہ ۶۲ طبع کویت مطبوعہ ۱۴۰۴ھ اور علامہ ابوھاجر محمد السعید زغلول سے موسوعۃ اطراف الحدیث النبوی جلد چہارم صفحہ ۴۶ میں بھی اس سے استناد فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں اسیر جزیرہ انڈومین مقتداء اہل سنت صاحب علم الصیغہ حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی نے بھی ''تواریخ حبیب الٰہ'' میں اس سے استناد کیا ہے۔ نیز علامہ عبدالحئی لکھنوی قدس سرہٗ الآثار المرفوعہ صفحہ ۳۳، ۳۴، میں فرمایا: ''قد ثبت من روایۃ عبدالرزاق الخ'' نیز معارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۳۴۹ طبع لاہور۔

دلیل نمبر۱۲:۔(اول ماخلق اللہ نوری)

بے شمار اکابر ائمہ وعلماء نے اول ما خلق اللہ نوری کے الفاظ کو حدیث نبوی کے طور پر بیان فرمایا اور اس سے استناد کیا اور بعض نے اس کے صحیح ہونے کی تصریح بھی فرمائی ہے جیسے محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم نے مدارج النبوۃ وغیرہ میں حیث قال: ''درحدیث صحیح وارد شدہ است'' اول ما خلق اللہ نوری''

ان ائمہ وعلماء میں سے بعض کے اسماء گرامی

حضور غوث اعظم، شیخ اکبر، شیخ عبدالکریم جیلی، علامہ فاسی، علامہ زرقانی علامہ عجلونی علامہ شعرانی، علامہ علی القاری، علامہ جامی، علامہ دیار بکری، علامہ حقی علامہ کاشفی علامہ نیشاپوری، شیخ مجدد الف ثانی، علامہ ابن الحاج، علامہ نبہانی، شیخ نصر الملۃ والدین چراغ دہلوی، علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی، مجدد ملت اعلیٰ حضرت، شیخ احمد عابدین، شیخ علی زادہ، شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت امیر ملت علامہ عبدالحئی لکھنوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیھم اجمعین۔

حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۲، جلد دوم صفحہ ۲، کشف الخفاء جلد اول صفحہ ۲۶۵، موضوعات کبیر صفحہ ۹۹، مرقاۃ جلد اول صفحہ ۱۴۰، شرح

كتاب
الأسماء والصفات

تأليف
الإمام الحافظ
أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي
المولود سنة ٣٨٤ والمتوفى سنة ٤٥٨ رحمه الله

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه
عبد الله بن محمد الحاشدي

قدم له
فضيلة الشيخ مقبل بن هادي الوادعي

المجلد الثاني

مكتبة السوادي للتوزيع

(٨٣٢) وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ أنا عبد الرحمن بن الحسن القاضي ثنا إبراهيم بن الحسين ثنا آدم بن أبي إياس ثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن أبي الضحى عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله عز وجل: ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ قال في كل أرض نحو إبراهيم عليه السلام. إسناد هذا عن ابن عباس رضي الله عنهما صحيح، وهو شاذ بمرة، لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعاً والله أعلم.

(٨٣٣) أخبرنا أبو زكريا بن أبي إسحاق أنا أبو عبد الله بن يعقوب ثنا محمد ابن عبد الوهاب أنا جعفر بن عون أنا أسامة بن زيد عن معاذ بن عبد الله بن خبيب قال: رأيت ابن عباس رضي الله عنهما يسأل تبيعاً هل سمعت كعبا يذكر السحاب

---

(٨٣٢) إسناده صحيح:

عبد الرحمن بن الحسن القاضي وإبراهيم بن الحسين تقدما برقم (٤٩) وبقية رجاله كلهم ثقات معروفون، وأخرجه الحاكم في المستدرك ٤٩٣/٢ بهذا الإسناد وقال: صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه» اهـ. وأخرجه ابن جرير ١٥٣/٢٨ قال حدثني عمرو بن علي ومحمد بن المثنى قالا: حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة به، وذكره السيوطي في الدر المنثور ٢٣٨/٦ وزاد نسبته لابن أبي حاتم والبيهقي في شعب الإيمان، وذكره أيضاً في تدريب الراوي في باب الشاذ ٢٣٣/١ وقال: «ولم أزل أتعجب من تصحيح الحاكم له حتى رأيت البيهقي قال: «إسناده صحيح ولكنه شاذ بمرة» اهـ. وقال الحافظ ابن كثير في البداية والنهاية ٢١/١ بعد أن عزاه إلى الأسماء والصفات: «وهو محمول إن صح نقله عنه على أنه أخذه ابن عباس رضي الله عنه عن الإسرائيليات والله أعلم» اهـ.

(٨٣٣) في سنده ضعف:

أبو زكريا بن أبي إسحاق وشيخه وشيخ شيخه تقدموا برقم (٣٢) وجعفر بن عون هو المخزومي ثقة من رجال الشيخين وأسامة بن زيد هو الليثي مختلف فيه وهو إلى الضعف أقرب، ومعاذ بن عبد الله بن خبيب ثقة مترجم في التهذيب، وتبيع هو الحميري ابن امرأة كعب الأحبار، قال الحافظ في التقريب: «صدوق عالم بالكتب القديمة» اهـ.

(٨٣٠) أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ثنا أبو العباس هو الأصم ثنا العباس بن محمد ثنا يحيى بن معين ثنا علي بن ثابت ثنا القاسم بن سلمان قال سمعت الشعبي يقول: إن لله عباداً من وراء الأندلس كما بيننا وبين الأندلس ما يرون أن الله عز وجل عصاه مخلوق رضراضهم الدر والياقوت، وجبالهم الذهب والفضة، لا يحرثون ولا يزرعون ولا يعملون عملا، لهم شجر على أبوابهم لها ثمر هي طعامهم وشجر لها أوراق عراض هي لباسهم.

(٨٣١) أخبرنا أبو عبد الله الحافظ أنا أحمد بن يعقوب الثقفي ثنا عبيد بن غنام النخعي أنا علي بن حكيم ثنا شريك عن عطاء بن السائب عن أبي الضحى عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال: ﴿ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ﴾ [الطلاق: ١٢] قال سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم، وآدم كآدم، ونوح كنوح، وإبراهيم كإبراهيم، وعيسى كعيسى.

---

(٨٣٠) إسناده ضعيف فيه جهالة:

أبو العباس الأصم تقدم برقم (٥): والعباس ابن محمد هو الدوري الحافظ راوي تاريخ ابن معين عنه. وهذا الخبر فيه برقم (٢١١٧) وعلي بن ثابت شيخ ابن معين هو الجزري ثقة مترجم في التهذيب، والقاسم بن سليمان ذكره البخاري في التاريخ ١٦٥/٧ وقال: « سمع الشعبي روى عنه علي بن ثابت » اهـ. ولم يزد على هذا فهو مجهول، والله أعلم.

(٨٣١) إسناده ضعيف

أحمد بن يعقوب الثقفي لم أقف على ترجمته، وعبيد بن غنام ثقة تقدم تحت الحديث رقم (٢١٢) وعلي بن حكيم هو الأودي ثقة من رجال مسلم، وشريك هو ابن عبد الله القاضي ضعيف، وعطاء بن السائب مختلط، والأثر أخرجه الحاكم في المستدرك ٤٩٣/٢ وقال: صحيح الإسناد ولم يخرجاه » اهـ وفيه تساهل وانظر ما بعده.